سے نزولی ترتیب پر قرآن کو مرتب فرمایا تھا - حالانکہ میشر صحت، اِن روایات کا مفاد اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے کہ سیدنا علی نے محض اہلِ تحقیق کی سہولت کے لیے اس قسم کی ایک یاد داشت محفوظ کرنے کی کوشش فرمائی تھی جس سے بعد کے لوگوں کو یہ بھی معلوم ہوسکے کہ قرآن کی نزولی ترتیب کیا ہے - رہی یہ بات کہ حضرتِ ممدوح اسی ترتیب پر مصحف کی اشاعت بھی چاہتے تھے، اور موجودہ ترتیب سے انہیں اختلاف تھا، تو اسکا قطعاً کوئی ثبوت موجود نہیں ہے -

مصنف نے نزول کی جو ترتیب بیان کی ہے اسے بھی بس مجملاً ہی صحت سے قریب کہا جاسکتا ہے، ورنہ تفصیلات میں بہت کچھ اختلاف کی گنجائش ہے - درحقیقت نزول کے اعتبار سے سورتوں کی نمبروار ترتیب مقرر کرنا نہ تو تحقیق کے نقطۂ نظر سے درست ہے اور نہ اسکی ضرورت ہی ہے - زیادہ صحت کے ساتھ اگر کچھ کیا جاسکتا ہے تو وہ صرف اتنا ہی ہے کہ دعوتِ اسلامی کے مختلف ادوار متعین کر کے انکے مطابق سورتوں کے الگ الگ مجموعے بنا لیے جائیں، اور یوں کہا جائے کہ فلاں مجموعہ فلاں دور کا معلوم ہوتا ہے - اس سے زیادہ تعین کی جتنی کوشش کی جائیگی اتنی ہی صحت سے دور ہوتی جائیگی -

قرآن کا فلسفہ مذہب ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب استادِ فلسفہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن - ضخامت ۳۲ صفحات قیمت ۸ر - مصنف سے مل سکتا ہے -

یہ ڈاکٹر صاحب کا ایک لکچر ہے جو ۱۹۴۰ء میں جامعۂ عثمانیہ کے توسیعی خطبات کے سلسلہ میں پڑھا گیا تھا عنوان کو دیکھ کر گمان ہوتا ہے کہ اس میں کوئی فلسفیانہ بحث ہوگی، اور ایک یونیورسٹی کے استاد فلسفہ سے توقع بھی اسی کی ہوسکتی تھی - مگر لکچر کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک مذہبی وعظ ہے جو تصوف اور فلسفہ کی ملی جلی زبان میں دیا گیا ہے -

ہندوستان اور مسئلہ امارت مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی - ضخامت ۲۰۸ صفحات - قیمت ۱۲ر - دفتر امارت شرعیہ صوبۂ بہار - پھلواری شریف - پٹنہ -

اس کتاب کا مقصد دار الکفر یا دار الحرب میں ایک ایسی امارت شرعیہ کی ضرورت ثابت کرنا ہے جسکے

تحت مسلمان ایک کافر حکومت کے اندر رہتے ہوئے منتظم طریقہ پر شرعی زندگی بسر کر سکیں ۔ اسکے ثبوت میں فاضل مصنف نے دو طریقوں سے استدلال فرمایا ہے ۔ ایک یہ کہ اسلام پراگندگی و تفرق کی زندگی کو جاہلیت کی زندگی قرار دیتا ہے اور ایک امیر کے تحت جماعت بنکر رہنے کو لازم کرتا ہے ۔ دوسرے یہ کہ دارالکفر یا دارالحرب میں بھی اسلامی جماعت و امارت کا قیام نہ صرف درست ہے بلکہ ازروئے شرع واجب ہے ۔ اس حد تک جو کچھ مصنف نے فرمایا ہے اسکے صحیح ہونے میں کسی کلام کی گنجائش نہیں ہے ۔ مگر اصلی سوال جو اس باب میں فیصلہ طلب تھا اور فاضل مصنف کی اتنی محققانہ بحث کے بعد بھی بدستور فیصلہ طلب ہی رہ گیا ہے وہ یہ ہے کہ دارالکفر یا دارالحرب میں اہل ایمان کی جماعتی زندگی اور انکے نصب امارت کا مقصد کیا ہونا چاہیے؟ آیا یہ کہ وہ کافرانہ نظام تمدن و سیاست کے اندر ایک منتظم مذہبی گروہ کی حیثیت سے اپنی جگہ بنائیں اور جمعہ و جماعت، رویت ہلال، صوم و افطار، زکوٰۃ و خیرات، ائمہ و مؤذنین، مکاتب و مدارس، مساجد و مقابر، نکاح و طلاق، فسخ و تفریق اور وعظ و ارشاد وغیرہ کا انتظام کریں؟ یا یہ کہ وہ خود اپنا ایک فلسفۂ حیات اور نظام اخلاق و تہذیب و تمدن و سیاست (بالفاظ دیگر اپنا ایک مستقل دین) رکھنے والی پارٹی کی حیثیت سے اٹھیں اور انقلابی جد و جہد کرکے کافرانہ نظام (دین باطل) کو مٹانے اور اسکی جگہ اسلامی نظام (دین حق) قائم کرنے میں جان و مال کی بازی لگادیں؟

فاضل مصنف اگرچہ دوسری شق کی طرف بھی کچھ تھوڑا سا میلان رکھتے ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ذہن میں اسکی عملی صورت کا تصور واضح نہیں ہے ۔ بخلاف اسکے انہوں نے اپنا پورا زور پہلی شق کے اثبات پر صرف کیا ہے ۔ اسکے ثبوت میں وہ قرآن، حدیث، اور اقوال فقہاء، تینوں سے استدلال فرماتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جہاں تک قرآن اور حدیث کا تعلق ہے، اس سے جتنے شواہد مصنف نے پیش کیے ہیں وہ سب انکے منشار کے خلاف دوسری شق کی شہادت دیتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی اور قرآن کی مکی سورتوں سے جس قدر استدلال انہوں نے کیا ہے وہ سب دوسری شق کا مؤید ہے نہ کہ پہلی شق کا ۔ طالوت کے قصہ سے جو شہادت وہ پیش کرتے ہیں وہ بھی خود منہ سے بول رہی ہے کہ اُس وقت بنی اسرائیل کے اندر امارت کا قیام حکومت کفر کے ماتحت "ٹھنڈی ٹھنڈی" "شیخ الاسلامی" کے

فرائض انجام دینے کے لیے نہیں ہوا تھا بلکہ انقلابی لڑائی لڑنے کے لیے ہوا تھا۔ غزوہ موتہ میں حضرت خالد کی امارت اور یمامہ میں حضرت معاذ کی امارت بھی پہلی شق کی نہیں بلکہ دوسری ہی شق کی دلیل ہے۔ ان کے سوا اور کوئی دلیل انہوں نے قرآن و حدیث سے پیش نہیں کی، اسلیے ہم نہیں کہہ سکتے کہ جس خاص شق کو انہوں نے اختیار کیا ہے اسکے حق میں انکے پاس کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے کوئی اور دلیل ہے یا نہیں۔ البتہ فقہائے کے جو اقوال انہوں نے نقل فرمائے ہیں وہ بلاشبہ انکے مسلک کی پُرزور تائید کرتے ہیں۔ لیکن ان سے صرف اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ مغلوبی کی حالت میں مسلمانوں کو پہلی شق سے بھی غافل نہ ہونا چاہیے اگرچہ انکا اصل فرض دوسری شق ہی کا کام ہے۔

کشف الظلام شیخ تقی الدین سبکی کی کتاب شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام کا اردو ترجمہ از مولانا سید شاہ محمد عز الدین صاحب پھلواروی۔ ضخامت ۲۰۸ صفحات۔ قیمت عہ۔ ملنے کا پتہ درج نہیں۔ غالباً مترجم سے دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتہ پر مل سکے گی۔

یہ کتاب شیخ سبکی نے علامہ ابن تیمیہ کے رد میں لکھی ہے اور زیارتِ قبور، استمداد، توسل، تشفع، اور اسی نوعیت کے مسائل میں ابن تیمیہ کے علی الرغم اُس مسلک کو ثابت کیا ہے جو ایک مدت سے عوام میں مقبول چلا آرہا ہے۔ شروع میں مترجم نے ایک دلچسپ مقدمہ لکھا ہے جس میں ابن تیمیہ کے علم اور انکی دینی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں بعض خاص مسائل میں گمراہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسکے بعد شیخ سبکی کی مختصر سوانح ہیں جن میں اچھا خاصا مبالغہ پایا جاتا ہے۔ پھر اصل کتاب کا ترجمہ ہے۔ ترجمہ صاف اور رواں ہے۔ مگر اسکو کیا کیا جائے کہ خود کتاب ہی کچھ ایسی قابلِ تعریف نہیں ہے۔ شیخ سبکی اور اس قسم کے دوسرے علماء کرام پوری فقیہانہ احتیاط کے ساتھ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے حمیٰ (محارم اللہ) کی عین سرحد تک پہنچا دیتے ہیں اور انہیں اجازت دیتے ہیں کہ تم اس سرحدی نشان کے آس پاس چرتے رہو۔ اب رہی یہ بات کہ وہ اس سرحدی خط کے پاس چرتے چرتے خود حمیٰ کے اندر داخل ہو جائیں، تو اسکی ذمہ داری سے